© rasailojaraid.com

شہباز انور خان (روزنامہ "انصاف" لاہور)

موجودہ حکمران دین سے واقف نہیں

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری سے گفتگو

- این جی اوز کے مشورے پر 295 سی میں ترمیم کی بات کی گئی
- سائنسی علوم کا حصول دین سے ٹکراؤ نہیں
- اصلاح احوال کی کوشش نہ کی گئی تو خانہ جنگی کی فضا پیدا ہو جائیگی
- علماء کو بنیاد پرست کہنے والے اپنے بارے میں وضاحت نہیں کر رہے کہ وہ منافق ہیں یا مسلمان؟

حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری امیر شریعت سید الاحرار مجاہد ختم نبوت حضرت سید عطاء اللہ بخاری کے فرزند ہیں۔ 1961ء میں امیر شریعت کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے اور پیرجی کے برادر بزرگ مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری امیر شریعت کے جانشین قرار پائے۔ 1995ء میں حضرت سید ابوذر بخاری کے انتقال کے موقع پر سید عطاء المحسن بخاری جانشین امیر شریعت بنائے گئے 13 نومبر 1999ء جب سید عطاء المحسن بخاری بھی اللہ کو پیارے ہو گئے تو ان کے بھائی حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری کو متفقہ طور پر امیر شریعت کے جانشین ثالث اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ اس کا فیصلہ مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں کیا گیا۔ اور اب آپ گزشتہ برس سے جماعت کا نظم و نسق سنبھالے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں آپ سے مجلس احرار اسلام کے لاہور آفس میں ایک نشست ہوئی جس کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

انصاف: جماعت کی امارت کی ذمہ داریاں ملنے پر کیا محسوس کرتے ہیں؟

پیرجی: ہماری جماعت میں امارت یا دوسرے عہدوں کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ یہاں عہدوں کے حصول کے لئے دوسری جماعتوں کی طرح کھینچا تانی نہیں ہوتی۔ باقاعدہ انتخابات بھی نہیں ہوتے۔ احباب نے مل کر اتفاق رائے سے فیصلہ کیا، جسے سب نے قبول کر لیا۔ چنانچہ اب نومبر 1999ء سے بطور امیر جماعت خدمات انجام دے رہا ہوں۔

انصاف: جماعت کے تحت دینی مدارس بھی چل رہے ہیں یہ کہاں کہاں پر ہیں اور تعداد کتنی ہے؟

پیرجی: مجلس احرار اسلام کے زیر انتظام 30 کے لگ بھگ مدارس کام کر رہے ہیں۔ مرکزی دفتر ملتان میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ ملتان کے علاوہ یہ مدارس چیچہ وطنی، صادق آباد، چشتیاں، چناب نگر، وہاڑی، بوریوالہ، تلہ گنگ، چکڑالہ اور لاہور میں قائم ہیں۔ ان مدارس کی کفالت مرکز کرتا ہے۔

انصاف: موجودہ حکومت کی کارکردگی اس کی ٹیم اور ایجنڈے کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

پیر جی: پاکستان میں 12 اکتوبر کے بعد برسر اقتدار آنے والے سربراہ مملکت اور ان کی ٹیم دین سے واقف نہیں اس لئے بعض امور ایسے چھیڑ دیئے کہ ان سے ملک کے ساتھ ساتھ خود ان کے اقتدار کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جس مقصد کے لئے آئے تھے وہی کریں۔ احتساب مکمل کریں، لوٹی ہوئی دولت واپس لیں، غریب کے چولہے جو سابقہ حکومت نے بجھادیئے تھے پھر سے روشن کردیئے جائیں۔ امن و امان کی صورتحال بہتر کردی جائے عوام کو دو وقت کی روٹی عزت کے ساتھ میسر آئے۔ ان کے بنیادی مسائل حل ہوجائیں اور فوج واپس اپنی بیرکوں میں چلی جائے۔

انصاف: یہ جو دفعہ 295۔سی میں تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں تبدیلی یا ترمیم کی باتیں ہورہی ہیں آپ اس پر کیا تبصرہ کریں گے؟

پیر جی: موجودہ حکمران دینی معاملات کے حوالے سے دین سے ناآشنا ہیں۔ ابھی تک ان کا مسلک واضح نہیں ہوا۔ علماء کو تو یہ بنیاد پرست کہتے ہیں لیکن خود اپنے بارے وضاحت نہیں کررہے کہ یہ منافق ہیں یا مسلمان۔ اگر کلمہ پڑھتے ہیں تو پھر اس قانون پر عمل درآمد کے معاملے میں انہیں کسی معاہدہ یا دباؤ کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ ہمارا بنیادی حق ہے۔ ہمیں اپنے بنیادی حق سے محروم کرنے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں ہونا چاہیئے۔ کیا ہم عیسائیوں یا کسی دوسری اقوام کے بنیادی حقوق میں تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں؟ وہ اپنے ملک میں اپنے عوام اور قوم کے لئے جو حقوق فراہم کرتے ہیں وہ اس میں آزاد ہیں اسی طرح ہمیں بھی اپنے ملک میں ملک کے اکثریتی طبقے (مسلمانوں) کے حقوق کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے کسی باہر کے دباؤ کی ضرورت نہیں ہے۔ توہین رسالت کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر کی تحقیق کو لازم کرنا دین سے ناواقف ہونے کی بات بھی ہے اور مذہب اور حقوق انسانی سے لاعلمی کا اظہار بھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ناقابل معافی جرم ہے۔ بڑے سے بڑے جرم کو تو پولیس پکڑتی ہے اور وہ قابل دست اندازی پولیس ہے۔ لیکن گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقدمے کے اندراج کے لیے ڈی سی کی اجازت حاصل کرنا دراصل گھناؤنی سازش ہے۔ ہم گناہگار سہی لیکن اس سازش کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ جب تک حکومت یہ ترمیم واپس نہیں لیتی ہم اس پر احتجاج جاری رکھیں گے اس سلسلے میں لچک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

انصاف: یہ جو حکومت میں این جی اوز ہیں ان کے کردار پر بھی روشنی ڈالئے۔

پیر جی: حکمران این جی اوز سے اس لئے متاثر نظر آتے ہیں کہ وہ دین سے ناواقف ہیں، یہ این جی اوز ہی کے مشورے اور مطالبے پر 295 سی میں ترمیم کی بات کی گئی ہے، جنرل پرویز مشرف کو اس موضوع پر اعلان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے قبل علماء سے مشورہ کرنا چاہیے تھا۔ سرکاری بھتہ کھانے والے مولوی تو اس سے مطمئن ہیں اور وہ سرکار کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔

انصاف: نیشنل سیکیورٹی کونسل میں تو علماء کے نمائندے ڈاکٹر محمود غازی بھی موجود ہیں۔؟

پیر جی: میں تو ان کے حدود اربعہ سے واقف نہیں ہوں، اگر وہ عالم دین ہیں اور علماء کی حکومت میں نمائندگی کرتے ہیں تو پھر انہوں نے حکومت کو صحیح مشورہ کیوں نہیں دیا اور مسلمانوں کی نمائندگی کیوں نہیں کی۔ جنرل صاحب کو چاہیے تھا کہ دینی معاملات میں اپنے مشیروں کی بجائے علماء کرام سے مشاورت کرتے۔ کیونکہ دین کے معاملے میں علماء ہی سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر انہیں خدشہ ہے کہ یہاں کئی مسالک کے علماء ہیں تو پھر اس کا بھی حل موجود ہے۔ تمام مسالک کے نمائندہ علماء کا ایک بورڈ تشکیل دے دیا جائے اور ان کے باہم مشورے سے قومی امور طے کئے جائیں۔ مسلمان جتنے بھی گئے گزرے ہیں دینی حمیت اور غیرت کے معاملے میں وہ کچھ بھی کر گزرتے ہیں۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایسے سینکڑوں واقعات دیکھنے میں آئے کہ بظاہر دین سے نابلد اور بے عمل لوگ جو سارا دن تاش کھیلتے اور جواء کھیلتے تھے ختم نبوت کے مسئلے پر سب کچھ چھوڑ کر تحریک میں شامل ہو گئے اور آگے بڑھ کر حصہ لیا اور شہید ہو گئے۔

انصاف: یہ جو مغرب کا پراپیگنڈا ہے کہ پاکستان میں دینی مدارس دہشت گردی کے اڈے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

پیر جی: دہشت گردی کے اڈے دینی مدارس نہیں بلکہ این جی اوز ہیں۔ یہودی لابی، فری میسن اور عیسائی مشنریاں پاکستانی کلچر کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اصل دہشت گردی کے مراکز یہی این جی اوز ہیں۔ انہیں ختم کرنا چاہیئے۔ دینی مدارس تو پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لئے کام کر رہے ہیں۔ مغرب ہمارا معاشرہ تباہ کرنا چاہتا ہے۔ گزشتہ ۵۳ برسوں سے وہ اسی کوشش میں ہے۔ تعلیمی نصاب اور سیاست کے ذریعے وہ ہمارے اذہان تبدیل کرنے کی سازشیں کر رہا ہے۔ ان سازشوں کو اگر کوئی اب تک مکمل کامیاب ہونے سے روکے ہوئے ہے تو وہ علماء ہی ہیں۔

انصاف: مجلس احرار اسلام کا اس سلسلے میں کیا کردار ہے؟

پیر جی: ہماری جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ اہل حکومت کے اچھے کاموں کی تائید اور غلط اور برے کاموں کو روکنے کی کوشش کرنا۔ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہیں۔ ہم موجودہ سیاسی نظام کے حق میں نہیں ہیں۔ یہ باطل نظام ہے اس لئے اس میں حصہ لینا جائز نہیں سمجھتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ روشنی سے روشنی تو پیدا ہو سکتی ہے ظلمت سے روشنی پیدا نہیں ہو سکتی۔ موجودہ سسٹم اندھیرا ہے۔

ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد

انصاف: حکومت کی طرف سے یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ وہ دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے پر غور کر رہی ہے اگر ایسا ہوا تو کیا آپ اس کی حمایت کریں گے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیر جی: سرکاری مساجد کو قومی تحویل میں لینے سے دینی تعلیم ختم ہو جائے گی اور سرکاری نصاب رائج ہو جائے گا۔ وہ نصاب جو انسان کو انسان ہی نہیں بناتا۔ ہم اپنے کلچر کو ختم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ یہ دار ارقم اور صفہ کے ادارے ختم نہیں کیے جا سکتے۔ ایسی کوئی بھی کوشش ناکامی سے ہمکنار ہوگی۔

انصاف: کشمیر میں جو مجاہدین کام کر رہے ہیں کیا آپ ان کی حمایت کریں گے اور ان کی جدوجہد کو جائز تصور کرتے ہیں؟

پیر جی: مجاہدین تو بلاشبہ خلوص اور نیک نیتی سے کام کر رہے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ مجاہدین کو استعمال کیا جا رہا ہے، جانیں مجاہدین دیتے ہیں اور اغراض اہل حکومت پوری کرتے ہیں۔ وہ اس ایشو پر دنیا میں اپنے آپ کو اجاگر کر کے ناجائز فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے، اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس کا فیصلہ ۱۹۴۹ء میں ہی ہو گیا تھا اب تو صرف بڑی طاقتوں کی سیاست اور اسلحہ کی دوڑ ہے۔ ہم نے مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ۱۹۴۹ء میں ملک کے مختلف حصوں میں دفاع کانفرنسیں منعقد کیں۔ ان کانفرنسوں میں امیر شریعت نے بھارتی حکومت کو للکارا تھا یہ پاکستان کی سیاست پر احرار کا احسان ہے کہ ہم نے سیاست میں حصہ نہیں لیا اور مسلم لیگ کی حکومت کے دور میں حزب اختلاف میں نہیں آئے تاکہ نوزائیدہ حکومت سے ٹکراؤ پیدا نہ ہو اور وہ کسی رکاوٹ کے بغیر اپنے نفاذ اسلام کے وعدہ پر آزادی کے ساتھ عمل کر سکے، اب ہم اس کافرانہ سیاسی نظام سے باہر رہ کر حکومت کی اسلام دشمن پالیسیوں کے خلاف عملی جدوجہد کر کے غلط کام کا راستہ روکتے ہیں۔ ہم اس نظام کو شکست دینے کے لئے اجتماعی طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے عمل کر رہے ہیں۔

انصاف: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سیاست میں حصہ لئے بغیر آپ نظام کی تبدیلی کر سکیں گے؟

پیر جی: ۱۹۷۴ء کی تحریک میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا اتنا بڑا مسئلہ حل کرایا جا سکتا ہے تو کیا اجتماعی جدوجہد سے ہم حکومت کو تمام قوانین اسلام کے سانچے میں ڈھالنے پر مجبور نہیں کر سکتے؟ نظام مصطفیٰ کی تحریک اس کی بڑی مثال ہے کہ جب تمام مسلمان تمام تر فروعی اختلافات کے باوجود متحد ہو کر میدان عمل میں نکل آئے تھے۔ لوگوں کے ذہنوں میں جب تک یہ بات نہیں ڈالی جائے گی کہ اتحاد و اتفاق سے ہی حکمرانوں کو غلط کام کرنے سے روکا جا سکتا ہے اس وقت تک ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔

انصاف: اب تک ہم اس میں کامیاب کیوں نہیں ہو سکے؟

پیر جی: ہماری ناکامی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تقسیم ہند کے بعد اقتدار میں آنیوالا طبقہ بالکل کمزور تھا جبکہ اقتدار منتقل کرنے والے طاقتور تھے وہ جو خود مفتوح تھے جاتے ہوئے ہمیں بھی مفتوح بنا گئے، اب یہ حالت ہے کہ ہم اپنے مسائل کے حل، ثالثی اور انصاف کے حصول کے لئے بھی انہی کی طرف دیکھتے اور انہی کی مدد طلب کرتے ہیں جن کی سوچ اور فکر مکمل طور پر ہمارے خلاف ہے۔ برسر اقتدار طبقے نے یہاں دینی نصاب کے مقابلے میں لارڈ میکالے کے تعلیمی نظام کو مضبوط کیا اور روشنی کے مقابلے میں ظلمت کو فروغ دینے کی کوشش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ نے تین سالہ اسارت سے، رہائی کے بعد مالٹا سے واپس ہندوستان آ کر فرمایا کہ اس ملک میں دین کی بقاء کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن کی تعلیم کے ادارے قائم کریں۔ لارڈ میکالے کا نصاب مسلمانوں کے لئے نجات کا باعث نہیں بلکہ دینی اداروں کا نصاب ہماری نجات کا باعث ہوسکتا ہے۔ افسوس برسراقتدار طبقے نے ظلمت کو اختیار کیا چنانچہ علماء نے اس کے پیش نظر دین کی تدریس کی طرف توجہ دی کیونکہ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے لئے دارارقم قائم کیا، دینی مدارس کا قیام ہمارا اسلامی حق ہے۔ جہاں تک نصاب کا تعلق ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں وہ چیزیں ضرور اپنانی چاہئیں جو ضروریات زندگی میں شامل ہیں۔ سائنسی معلومات کا حصول دین سے ٹکراؤ نہیں۔ نصاب میں تبدیلی تو نہیں ہوسکتی البتہ اضافہ کرسکتے ہیں۔ مکان بنانے کے بعد اس میں شیڈ بڑھانے سے مکان کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہم اپنی تہذیب اور کلچر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے ذریعے ہی سے زندہ رکھ سکتے ہیں۔ ورنہ نصاب غیر مؤثر ہو جائے گا۔ ہم مسجد، مدرسہ قرآن و حدیث، خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت، آخرت وغیرہ سے طلبہ کو الگ نہیں کرسکتے، ہماری تہذیب الگ ہے مغرب کی تہذیب الگ۔ جس چیز کو وہ جائز یا مبنی بر حق سمجھتے ہیں، ضروری نہیں کہ وہ ہمارے لئے بھی جائز ہو۔ ہم اپنے دینی معاملات یا بنیادی حقوق میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں دے سکتے۔ جنرل مشرف اگر عوامی تائید وحمایت چاہتے ہیں تو انہیں ملک میں فی الفور نظام اسلام نافذ کرنے کا اعلان کردینا چاہیے۔ وہ یہ اعلان بھی کریں کہ آئین کی اسلامی دفعات برقرار ہیں معطل نہیں ہوئیں۔ اس کے لئے نیا پی سی او جاری کیا جائے۔ ڈی سی کو اختیار دینے کی بجائے انکوائری کا کام عدالتوں پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر قانون کو اسی طرح رکھا گیا اور اصلاح احوال کی کوشش نہ کی تو ملک میں خانہ جنگی کی فضا پیدا ہو جائے گی۔ جو ملک و قوم اور حکمرانوں سب کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث بنے گی۔

مجلس احرار اسلام کے حکومت سے مطالبات

1۔ ہفت روزہ ''الفضل'' اور ''تحریک جدید'' دیگر رسائل اور ضیاء الاسلام پریس ضبط کر کے دفاتر سر بمہر کر دیئے جائیں۔

2۔ قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد کے ساتھ مشابہت ختم کی جائے۔

3۔ قانون امتناع قادیانیت پر عمل درآمد کرلیا جائے۔

4۔ قادیانی جماعت مذہبی بہروپ میں سیاسی جماعت ہے۔ یہ لوگ یہود و نصاریٰ کے مفادات کیلئے کام کر رہے ہیں۔ بھٹو دور میں چینی سفیر ربوہ گیا اور حال ہی میں برطانوی رکن پارلیمینٹ انتھونی کول نے چناب نگر کا خفیہ دورہ کیا ہے۔ آئی ایم ایف، ورلڈ بینک کے ذریعے پاکستان پر دباؤ ڈلوا کر قانون توہین رسالت کو منسوخ کروانا چاہتے ہیں یا [illegible] ترمیم کروانا چاہتے ہیں [illegible] اصل قانون کی روح ہی ختم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو جائے۔ حکومت کو اس ضمن میں مصلحت کا شکار ہونے کی بجائے امت مسلمہ کے مفاد میں جرات مندانہ فیصلہ کرنا چاہیے اور کسی دباؤ میں آ کر ایسا فیصلہ کرنے سے گریز کیا جائے جو پاکستان اور خود حکمرانوں کے لئے نقصان دہ ہو۔

5۔ قادیانی فتنہ انگریز کا پیدا کردہ ہے اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ آج بھی برطانیہ اس فتنہ کی ہر لحاظ سے سرپرستی کر رہا ہے اور چہیتے بیٹے کی طرح پال رہا ہے۔ عوام اور حکومت کو ان کے دام فریب میں نہ آنا چاہیے۔

6۔ پاکستان میں انسانی حقوق اور "فلاحی امور" کے نام سے کام کرنیوالی این جی اوز یہود و نصاریٰ کی ایجنٹ ہیں اور پاکستان میں دینی معاشرہ کے قیام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں ان کے ذمے کام ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کو رواداری، انسانی حقوق اور آزادی کے نام پر اعتقادی، فکری اور تہذیبی طور پر گمراہ کر دیا جائے اور مسلمان کی شناخت ختم کر دی جائے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان تمام این جی اوز پر پابندی عائد کی جائے۔ ان کے فنڈز ضبط کئے جائیں اور اربوں روپے جو غیر ملکی امداد کے طور پر ان کو حاصل ہوتے ہیں وہ قبضہ میں لے کر ملکی قرضے اتارے جائیں۔ (بہ شکریہ روزنامہ "انصاف" لاہور ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء)

صادق آباد میں مدرسہ معمورہ کا قیام

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام صادق آباد میں حفظ قرآن کریم کے ادارہ مدرسہ معمورہ کا قیام عمل میں آ گیا ہے۔ ◎ مدرسہ معمورہ الیاس کالونی میں واقع ہے۔

◎ صادق آباد میں تمام احرار کارکن اسی مرکز سے رابطہ رکھیں۔

◎ محترم حافظ رضا محمد صاحب تدریس قرآن کریم کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

◎ امیر احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی سرپرستی اور وفاق المدارس الاحرار کی نگرانی میں مدرسہ کے تمام انتظامات اور معاملات چل رہے ہیں۔

◎ اہل خیر اور متعلقین امیر شریعتؒ مدرسہ کی تعمیر جدید میں بھرپور حصہ ادا کریں۔

ناظم وفاق المدارس الاحرار پاکستان

© rasailojaraid.com